چند احکامِ دین

انه تذکرۃ فمن شاء ذکرہ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُہَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِہِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُہَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہُمْ مِّیْثَاقٌ ۔ (انفال - ۱۰)

اور جو لوگ ایمان تو لائے مگر دار الکفر سے ہجرت کرکے دار الاسلام میں چلے نہ آئے انکی دوستی اور حمایت و حفاظت کا کوئی حق تم پر (یعنی دار الاسلام کے مسلمانوں پر) نہیں ہے جب تک کہ وہ دار الاسلام میں ہجرت کرکے نہ آجائیں البتہ اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو انکی مدد کرنا تمہارا فرض ہے، لیکن کسی ایسی قوم کے مقابلہ میں تم ان کی مدد نہیں کر سکتے جس سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہو۔

اَنَا بَرِیْءٌ من کل مسلم یقیم بَیْنَ اَظْھُرِ المشرکین ۔ (حدیث)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ہر اس مسلمان کی حفاظت سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کی عملداری میں رہتا ہو۔

من اقام مع المشرکین فقد برئت منه الذمه (حدیث)

دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے مشرکوں کے ساتھ رہنا اختیار کیا اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔

من فی دار الحرب فی حق من ھو فی دار الاسلام کالمیت (کتاب المبسوط للسرخسی جلد ۱۰ - ص ۶۴)

جو شخص دار الحرب میں رہتا ہو وہ دار الاسلام والوں کے لیے مردہ کے حکم میں ہے۔

یہ احکام دراصل اسلام کے دستوری قانون سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکی رو سے غیر مسلم حکومت میں رہنے والوں کی حیثیت، مسلم حکومت میں رہنے والوں کی حیثیت سے جدا کر دی گئی ہے۔ ان کے الفاظ اور معانی پر غور کرنے

سے حسب ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(۱) مسلم حکومت دوسری قوموں اور حکومتوں سے جنگ یا صلح کے جو کچھ بھی معاملات کریگی وہ خود اپنے مصالح کو دیکھ کر کریگی۔ اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ اپنی خارجی پالیسی معین کرنے میں ان مسلمانوں کا لحاظ کرے جو کسی غیر مسلم حکومت کے غلام ہوں۔ اگر اسکو کسی ایسی غیر مسلم حکومت سے صلح یا مسالمت یا معاہدۂ غیر جانبداری یا معاہدۂ دوستی کرنیکی ضرورت پیش آجائے جسکی غلامی میں مسلمانوں کی کوئی جماعت پسی جا رہی ہو، تو وہ اپنے سیاسی مصالح کی رعایت سے ایسا معاہدہ کرنیکی پوری طرح مجاز ہے، اور معاہدہ ہو جانے کے بعد اُن غلام مسلمانوں پر خواہ کچھ بھی گذر ے مسلم حکومت انکی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔

(۲) جسطرح مسلم حکومت اُن مسلمانوں سے بری الذمہ ہے جو کسی غیر مسلم حکومت کے غلام ہوں، اسیطرح ان غلام مسلمانوں پر بھی یہ لازم نہیں کیا گیا ہے کہ وہ لامحالہ اپنی سیاسی پالیسی کا دامن کسی آزاد مسلم حکومت کی خارجی پالیسی کے ساتھ ہی باندھے رکھیں۔ اگر ان کے کافر آقاؤں کیساتھ مسلم حکومت نے اپنی کسی مصلحت سے معاہدہ کر لیا ہو تو اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ اب ان مظلوم مسلمانوں کے لیے بھی ان کافروں کی خواجگی تسلیم کر لینا اور شرائط بندگی بجالانا لازم آگیا۔ انکا یہ فرض بہرحال اپنی جگہ قائم رہیگا کہ یا تو اس خواجگی کے طلسم کو توڑنے کے لیے جدوجہد کریں یا پھر دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جائیں، کیونکہ جب تک وہ کافر کی بندگی میں رہینگے، قرآن کی رو سے اپنے نفس پر ظلم کے مرتکب ہوتے رہینگے (اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ الآیہ)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں:

واکرہ للرجل ان یطأ امتہ او امرتہ فی دار الحرب مخافۃ ان یکون لہ فیہا نسل لانہ ممنوع من التوطن فی دار الحرب	میں تو اسکو بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ کوئی مسلمان دارالحرب میں اپنی لونڈی یا بیوی سے مباشرت کرے کیونکہ خوف ہے کہ وہاں اسکی نسل پیدا ہوگی حالانکہ اس کے لیے دارالحرب کو اپنا وطن بنانا ممنوع

...ربما یبقی له نسل فیتخلق ولده باخلاق المشرکین۔ (مبسوط- ج ۱۰- ص ۳۰)

ہے... کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں اسکی نسل باقی رہ جائے اور اسکی اولاد مشرکین کے اخلاق لیکر اٹھے۔

امام برحق کا یہ ارشاد ہر شرح و تفسیر سے بے نیاز ہے۔ جس شخص میں اسلامی حس موجود ہو وہی اس قول کی صحیح قدر کر سکتا ہے۔

عن ابن عباس قال ما قاتل رسول اللہ صلعم قوماً حتی دعاھم الی الاسلام (حدیث)

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی قوم سے اسوقت تک جنگ نہیں کی جبتک کہ پہلے اسکو اسلام کی طرف دعوت نہ دے لی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو جنگ پر بھیجتے وقت جو ہدایات دی تھیں وہ یہ تھیں:-

لاتقاتلوھم حتی تدعوھم فان ابوا فلا تقاتلوھم حتی یبدؤکم فان بدؤکم فلا تقاتلوھم حتی یقتلوا منکم قتیلاً ثم اروھم ذالک القتیل وقولوا لھم ھل الی خیر من ھذا سبیل فلان یھدی اللہ تعالیٰ علیٰ یدیک خیر لک مما طلعت علیہ الشمس وغربت

ان سے جنگ نہ کرنا جبتک کہ پہلے انکو اسلام کی طرف دعوت نہ دے لو۔ پھر اگر وہ اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کردیں تب بھی جنگ نہ کرنا جب تک وہ جنگ کی ابتدا نہ کریں، پھر اگر وہ ابتدا کردیں تب بھی نہ لڑنا جب تک کہ وہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کردیں۔ پھر جب وہ قتل کردیں تو مقتول کی لاش کو انہیں دکھا کر کہنا کیا اس سے زیادہ بہتر کسی بات کے لیے کوئی راہ نہیں ہے؟ اے معاذ یہ سب ہدایتیں اسلیے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے کسی انسان کو راہ راست دکھا دے تو وہ تیرے لیے زیادہ قیمتی ہے بہ نسبت اسکے کہ تیرے قبضے میں وہ ساری زمین اور دولت آجائے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

لو قاتلوھم بغیر دعوۃ کانوا آثمین فی ذالک... شرط الاباحۃ تقدیم الدعوۃ فبدونہ لا یثبت۔ (مبسوط- ج ۱۰- ص ۳۰-۳۱)

اگر مسلمان کافروں کے کسی گروہ کو اسلام کی طرف دعوت دیے بغیر لڑینگے تو گناہگار ہونگے... کافروں کی جان و مال مباح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ پہلے انہیں دعوت دیجائے اسکے بغیر قتل کرنا اور مال لوٹنا حرام ہے۔

امام شافعی کے نزدیک تو بے دعوت الی الاسلام کے بغیر قتل اور لوٹ مار کرنا صرف گناہ ہی نہیں ہے، بلکہ اس سے مسلمانوں پر ضمان لازم آتا ہے۔

ان الغنیمة اسم لمال مصاب باشرف الجهات وهو ان یکون فیه اعلاً کلمة الله تعالیٰ واعزاز الدین ولهذا جعل الخمس منه لله تعالیٰ وهذا المعنی لا یحصل فیما یاخذه الواحد علی سبیل التلصص۔

غنیمت اس مال کا نام ہے جو شریف ترین طریقہ سے حاصل ہو یعنی ایسے طریقے سے جس میں اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اسکے دین کی عزت قائم ہو۔ اسی لیے اس مال میں سے پانچواں حصہ اللہ کے نام کا نکالا جاتا ہے۔ یہ حیثیت اس مال کی نہیں ہے جسکو کوئی شخص ڈاکو کی حیثیت سے کسی ملک میں گھس کر حاصل کرے۔

عن یعلی بن امیه قال آذن رسول الله صلی الله علیه وسلم بالغزو وانا شیخ کبیر لیس لی خادم فالتمست اجیراً یکفینی فوجدت رجلا سمیت له ثلاثة دنانیر فلما حضرت غنیمة اردت ان اجری له سهمه فجئت النبی صلعم فذکرت له فقال ما اجد له فی غزوته هذه فی الدنیا والآخرة الا دنانیره التی تسمیٰ (ابوداؤد)

یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کا اعلان کیا اور میں بوڑھا تھا اور کوئی خادم میرے پاس نہ تھا۔ آخر میں نے ایک شخص کو ۳ اشرفیوں پر نوکر رکھ لیا کہ میری خبرگیری کرے۔ جب لڑائی میں مال غنیمت آیا تو میں نے چاہا کہ اس نوکر کو بھی حصہ دیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے اسکا ذکر کیا۔ حضور نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو دنیا اور آخرت میں اسکے لیے کوئی حصہ نہیں بجز ان تین اشرفیوں کے جو اسکی تنخواہ مقرر کر دی گئی ہیں۔

نوٹ کیجیے کہ یہ خدا کی راہ میں جہاد تھا جس کے کمانڈر خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس لڑائی میں بھی اجرت کی خاطر شریک ہونے والے کی وہ حیثیت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔ رہی وہ جنگ جو ایک قوم دوسری قوم کے خلاف محض اپنی بڑائی کے لیے لڑے، تو اس میں کرایہ پر لڑنے والے سپاہی کی کیا حیثیت ہے؟ ..... اسکو ان "محافظین اسلام" سے پوچھیے جو کہتے ہیں کہ ایسی لڑائی میں حصہ نہ لینا خدا کے ساتھ غداری ہے! معلوم نہیں کہ وہ کونسا خدا ہے جس کے ساتھ یہ غداری ہے۔

عن معاذ قال قال رسول الله صلعم الغزو غزوان فاما من ابتغی وجه الله واطاع الامام وانفق الکریمة ویاسر الشریك واجتنب الفساد

حضرت معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا لڑائیاں دو قسم کی ہیں۔ جس نے خالص خدا کے لیے امام المسلمین کی اطاعت میں جنگ کی اور اپنا بہتر مال اس میں خرچ کیا اور اپنے رفیقوں کی آسائش کا خیال رکھا

فان نومه ونبهه اجر كله واما من غزا فخراً ورياءً وسمعة وعصى الامام وافسد في الارض فانه لم يرجع بالكفاف (حديث)

اور فساد سے پرہیز کیا اس کا سونا اور جاگنا سب کچھ اجر کا مستحق ہے۔ اور جس نے فخر اور ریا اور نام وری کے لیے جنگ کی، امام مسلمین کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد برپا کیا وہ خدا کے محاسبہ میں برابر بھی نہ چھوٹے گا (یعنی ایسا بھی نہ ہوگا کہ وہ اجر کا مستحق نہ ہو تو سزا کا مستحق بھی نہ ہو، بلکہ اسے سزا مل کر رہے گی)

یاد رہے کہ یہ بھی اُس جنگ کے لیے ہے جو امام مسلمین کے جھنڈے کے نیچے لڑی جارہی ہو، اور جس میں کوئی مسلمان خدا کی رضا جوئی کے لیے نہیں بلکہ اپنے نفس کی خاطر شریک ہو۔ رہی وہ جنگ جو ائمۂ کفر کے جھنڈے کے نیچے لڑی جائے اور جس میں خدا کی رضا جوئی کا سرے سے کوئی سوال ہی نہ ہو......

عن عبد الله بن عمرو انه قال يا رسول الله اخبرني عن الجهاد فقال يا عبد الله ان قاتلت صابراً محتسباً بعثك الله صابراً محتسباً وان قاتلت مرائياً مكاثراً بعثك الله مرائياً مكاثراً يا عبد الله على اى حال قاتلت او قتلت بعثك الله۔

عبداللہ بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ مجھے بتائیے کہ جہاد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عبداللہ اگر تم نے راہِ خدا میں جم کر اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے حساب دینے کے لیے تیار رکھ کر جنگ کی تو اللہ تم کو قیامت میں ایسا ہی اٹھائیگا اور اگر تم نے دنیا کو دکھانے کے لیے اور اپنی خوشحالی کے لیے جنگ کی تو اللہ تم کو قیامت میں اسی حیثیت سے اٹھائیگا۔ اے عبداللہ جس حیثیت سے تم جنگ کروگے یا مارے جاؤگے اسی حیثیت سے تم اٹھائے بھی جاؤگے۔